☆

میں نے تری آنکھوں میں پڑھا اللہ ہی اللہ
سب بھول گیا یاد رہا اللہ ہی اللہ

پھولوں میں بسی چاندنی راتوں کی نمازیں
خوشبو سی ستاروں کی دعا اللہ ہی اللہ

پیڑوں کی صفیں پاک فرشتوں کی قطاریں
خاموش پہاڑوں کی ندا اللہ ہی اللہ

بادل کی عبادت ہے برستا ہوا پانی
آنسو کی غزل حمد و ثنا اللہ ہی اللہ

اک پھول نے کونین کی دولت مجھے دے دی
آنسو سے ہتھیلی پہ لکھا اللہ ہی اللہ

ہم دونوں اسی پاک سمندر کی ہیں لہریں
لا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا ، اللہ ہی اللہ

اک نام کی تختی کا مجھے شوق ہوا تھا
پانی پہ ہواؤں نے لکھا اللہ ہی اللہ

وہ سورۂ یٰسین کہ کافور کی خوشبو
مہکے ہوئے پھولوں کی ردا اللہ ہی اللہ

☆

یونہی بے سبب نہ پھرا کرو، کوئی شام گھر میں رہا کرو
وہ غزل کی سچی کتاب ہے اسے چپکے چپکے پڑھا کرو

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا جو گلے ملو گے تپاک سے
یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو

ابھی راہ میں کئی موڑ ہیں کوئی آئے گا کوئی جائے گا
تمہیں جس نے دل سے بھلا دیا اسے بھولنے کی دعا کرو

مجھے اشتہار سی لگتی ہیں یہ محبتوں کی کہانیاں
جو کہا نہیں وہ سنا کرو، جو سنا نہیں وہ کہا کرو

کبھی حسنِ پردہ نشیں بھی ہو ذرا عاشقانہ لباس میں
جو میں بن سنور کے کہیں چلوں مرے ساتھ تم بھی چلا کرو

نہیں بے حجاب وہ چاند سا کہ نظر کا کوئی اثر نہ ہو
اسے اتنی گرمیِ شوق سے بڑی دیر تک نہ تکا کرو

یہ خزاں کی زرد سی شال میں جو اداس پیڑ کے پاس ہے
یہ تمہارے گھر کی بہار ہے اسے آنسوؤں سے ہرا کرو

☆

کوئی پھول دھوپ کی پتیوں میں ہرے ربن سے بندھا ہوا
وہ غزل کا لہجہ نیا نیا نہ کہا ہوا نہ سنا ہوا

جسے لے گئی ہے ابھی ہوا وہ ورق تھا دل کی کتاب کا
کہیں آنسوؤں سے مٹا ہوا کہیں آنسوؤں سے لکھا ہوا

کئی میل ریت کو کاٹ کر کوئی موج پھول کھلا گئی
کوئی پیڑ پیاس سے مر رہا ہے ندی کے پاس کھڑا ہوا

وہی خط کہ جس پہ جگہ جگہ دو مہکتے ہونٹوں کے چاند تھے
کسی بھولے بسرے سے طاق پر تہ گرد ہو گا دبا ہوا

مجھے حادثوں نے سجا سجا کے بہت حسین بنا دیا
مرا دل بھی جیسے دلہن کا ہاتھ ہو مہندیوں سے رچا ہوا

وہی شہر ہے وہی راستے وہی گھر ہے اور وہی لان بھی
مگر اس دریچے سے پوچھنا وہ درخت انار کا کیا ہوا

مرے ساتھ جگنو ہے ہم سفر، مگر اس شرر کی بساط کیا
یہ چراغ کوئی چراغ ہے نہ جلا ہوا نہ بجھا ہوا

☆

آنکھوں میں رہا دل میں اتر کر نہیں دیکھا
کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا

بے وقت اگر جاؤں گا سب چونک پڑیں گے
اک عمر ہوئی دن میں کبھی گھر نہیں دیکھا

جس دن سے چلا ہوں مری منزل پہ نظر ہے
آنکھوں نے کبھی میل کا پتھر نہیں دیکھا

یہ پھول مجھے کوئی وراثت میں ملے ہیں
تم نے مرا کانٹوں بھرا بستر نہیں دیکھا

پتھر مجھے کہتا ہے مرا چاہنے والا
میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا

☆

چمک رہی ہے پروں میں اڑان کی خوشبو
بلا رہی ہے بہت آسمان کی خوشبو

بھٹک رہی ہے پرانی دلائیاں اوڑھے
حویلیوں میں مرے خاندان کی خوشبو

سنا کے کوئی کہانی ہمیں سلاتی تھی
دعاؤں جیسی بڑے پاندان کی خوشبو

دبا تھا پھول کوئی میز پوش کے نیچے
گرج رہی تھی بہت پیچوان کی خوشبو

عجب وقار تھا سوکھے سنہرے بالوں میں

اداسیوں کی چمک ، زرد لان کی خوشبو

وہ عطردان سا لہجہ مرے بزرگوں کا
رَچی بسی ہوئی اردو زبان کی خوشبو

خدا کا شکر ہے میرے جوان بیٹے کے
بدن سے آنے لگی زعفران کی خوشبو

عمارتوں کی بلندی پہ کوئی موسم کیا
کہاں سے آ گئی کچے مکان کی خوشبو

گلوں پہ لکھتی ہوئی لا الہ الا اللہ
پہاڑیوں سے اترتی اذان کی خوشبو

☆

ہنسی معصوم سی بچوں کی کاپی میں عبارت سی
ہرن کی پیٹھ پر بیٹھے پرندے کی شرارت سی

وہ جیسے سردیوں میں گرم کپڑے دے فقیروں کو
لبوں پہ مسکراہٹ تھی مگر کیسی حقارت سی

اداسی پت جھڑوں کی شام اوڑھے راستہ تکتی
پہاڑی پر ہزاروں سال کی کوئی عمارت سی

سجائے بازوؤں پر بازو وہ میداں میں تنہا تھا
چمکتی تھی یہ بستی دھوپ میں تاراج و غارت سی

میری آنکھوں ، میرے ہونٹوں پہ یہ کیسی تمازت ہے

کبوتر کے پروں کی ریشمی اجلی حرارت سی

کھلا دے پھول میرے باغ میں پیغمبروں جیسا
رقم ہو جس کی پیشانی پہ اک آیت بشارت سی

☆

ناریل کے درختوں کی پاگل ہوا کھل گئے بادباں لوٹ جا لوٹ جا
سانولی سر زمین پر میں اگلے برس پھول کھلنے سے پہلے ہی آ جاؤں گا

گرم کپڑوں کا صندوق مت کھولنا ورنہ یادوں کی کافور جیسی مہک
خون میں آگ بن کر اتر جائے گی صبح تک یہ مکاں خاک ہو جائے گا

لان میں ایک بھی بیل ایسی نہیں جو دیہاتی پرندے کے پر باندھ لے
جنگلی آم کی جان لیوا مہک جب بلائے گی واپس چلا جائے گا

میرے بچپن کے مندر کی وہ مورتی دھوپ کے آسماں پہ کھڑی تھی مگر
ایک دن جب مرا قد مکمل ہوا اس کا سارا بدن برف میں دھنس گیا

ان گنت کالے کالے پرندوں کے پر ٹوٹ کر زرد پانی کو ڈھکنے لگے
فاختہ دھوپ کے پل پہ بیٹھی رہی رات کا ہاتھ چپ چاپ بڑھتا گیا

☆

سنوار نوک پلک ابروؤں میں خم کر دے
گرے پڑے ہوئے لفظوں کو محترم کر دے

غرور اس پہ بہت سجا ہے مگر کہہ دو
اسی میں اس کا بھلا ہے غرور کم کر دے

یہاں لباس کی قیمت ہے آدمی کی نہیں
مجھے گلاس بڑے دے شراب کم کر دے

چمکنے والی ہے تحریر میری قسمت کی
کوئی چراغ کی لو کو ذرا سا کم کر دے

کسی نے چوم کے آنکھوں کو یہ دعا دی تھی
زمین تیری خدا موتیوں سے نم کر دے

☆

کوئی لشکر ہے کہ بڑھتے ہوئے غم آتے ہیں
شام کے سائے بہت تیز قدم آتے ہیں

دل وہ درویش ہے جو آنکھ اٹھاتا ہی نہیں
اس کے دروازے پہ سو اہلِ کرم آتے ہیں

مجھ سے کیا بات لکھانی ہے کہ اب میرے لیے
کبھی سونے کبھی چاندی کے قلم آتے ہیں

میں دو چار کتابیں تو پڑھی ہیں لیکن
شہر کے طور طریقے مجھے کم آتے ہیں

خوب صورت سا کوئی حادثہ آنکھوں میں لیے
گھر کی دہلیز پہ ڈرتے ہوئے ہم آتے ہیں

☆

وہ درودوں کے ، سلاموں کے نگر یاد آئے
نعتیں پڑھتے ہوئے قصبات کے گھر یاد آئے

گھر کی مسجد میں وہ نورانی اذاں سے چہرے
ان مشینوں میں دعاؤں کے شجر یاد آئے

شام کے بعد کچہری کا تھکا سناٹا
بے گناہی کو عدالت کے ہنر یاد آئے

میرے سینے میں کوئی سانس چھپا کرتی ہے
جیسے مزدور کو پردیس میں گھر یاد آئے

کتنے خط آئے گئے شاخ پہ پھولوں کی طرح
آج دریا میں چراغوں کے سفر یاد آئے

☆

اندھیرے راستوں میں یوں تری آنکھیں چمکتی ہیں
خدا کی برکتیں جیسے پہاڑوں پر اترتی ہیں

محبت کرنے والے جب کبھی آنسو بہاتے ہیں
دلوں کے آئینے دھوتی ہوئی پلکیں سنورتی ہیں

دھواں سی بدلیوں کو دیکھ کر اکثر وہ کہتی تھی
ہمیشہ چاندنی میں بے وفا روحیں بھٹکتی ہیں

ہماری زندگی میں پھول بن کر کوئی آیا تھا
اسی کی یاد میں اب تک یہ تحریریں مہکتی ہیں

مجھے لگتا ہے دل کھنچ کر چلا آتا ہے ہاتھوں پر
تجھے لکھوں تو میری انگلیاں ایسی دھڑکتی ہیں

☆©ICL☆

☆

اداس آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے ہیں
یہ موتیوں کی طرح سیپیوں میں پلتے ہیں

گھنے دھوئیں میں فرشتے بھی آنکھ ملتے ہیں
تمام رات کھجوروں کے پیڑ جلتے ہیں

میں شاہ راہ نہیں راستے کا پتھر ہوں
یہاں سوار بھی پیدل اتر کے چلتے ہیں

انہیں کبھی نہ بتانا میں ان کی آنکھوں میں
وہ لوگ پھول سمجھ کر مجھے مسلتے ہیں

کئی ستاروں کو میں جانتا ہوں بچپن سے

کہیں بھی جاؤں مرے ساتھ چلتے ہیں

یہ ایک پیڑ ہے آ اس سے مل کے رو لیں ہم
یہاں سے ترے مرے راستے بدلتے ہیں

☆

آندھیوں کے ساتھ کیا منظر سہانے آئے ہیں
آج میدانوں میں باغوں کے خزانے آئے ہیں

اب میرے تلووں کے نیچے کی زمین آزاد ہے
آسمانوں سے مجھے بادل بلانے آئے ہیں

ریت سے دریا اُٹے ہیں خاک سے جھیلیں پٹیں
یہ پرندے خون میں شاید نہانے آئے ہیں

خواب جس دل میں رہا کرتے تھے کب کا مر چکا
کس کا دروازہ یہ بچے کھٹکھٹانے آئے ہیں

ان میں روشن ہیں ابھی تک تیرے بوسوں کے چراغ
اس لیے ہم اپنی آنکھیں خود بجھانے آئے ہیں

گرتی دیواروں سے لگ کر دیمکوں کے قافلے

کچھ صحیفے اپنی آنکھوں سے لگانے آئے ہیں

آج ہم سب ایک بہتر زندگی کی دوڑ میں
کیسے کیسے خواب قبروں میں سلانے آئے ہیں

بارہا اس گھر کا بٹوارہ ہوا اور آج تک
اپنے حصے میں سدا دکھ کے خزانے آئے ہیں

چار دشمن آ ملے ہیں رات کی چھت کے تلے
مدتوں کے بعد پھر اگلے زمانے آئے ہیں

☆

ہونٹوں پہ محبت کے فسانے نہیں آتے
ساحل پہ سمندر کے خزانے نہیں آتے

پلکیں بھی چمک اٹھتی ہیں سونے میں ہماری
آنکھوں کو ابھی خواب چھپانے نہیں آتے

دل اجڑی ہوئی ایک سرائے کی طرح ہے
اب لوگ یہاں رات جگانے نہیں آتے

یارو نئے موسم نے یہ احسان کیے ہیں
اب یاد مجھے درد پرانے نہیں آتے

اڑنے دو پرندوں کو ابھی شوخ ہوا میں

پھر لوٹ کے بچپن کے زمانے نہیں آتے

اس شہر کے بادل تری زلفوں کی طرح ہیں
یہ آگ لگاتے ہیں بجھانے نہیں آتے

احباب بھی غیروں کی ادا سیکھ گئے ہیں
آتے ہیں مگر دل کو دکھانے نہیں آتے

☆

ان کو آئینہ بنایا دھوپ کا چہرہ مجھے
راستہ پھولوں کا سب کو آگ کا دریا مجھے

چاند چہرہ زلف دریا بات خوشبو ، دل چمن
اک تمہیں دے کر خدا نے دے دیا کیا کیا مجھے

جس طرح واپس کوئی لے جائیا اپنی چھٹیاں
جانے والا اس طرح سے کر گیا تنہا مجھے

تم نے دیکھا ہے کسی میرؔا کو مندر میں کبھی
ایک دن اس نے خدا سے اس طرح مانگا مجھے

میری مٹھی میں سلگتی ریت رکھ کر چل دیا
کتنی آوازیں دیا کرتا تھا یہ دریا مجھے

☆

سنسان راستوں سے سواری نہ آئے گی
اب دھول سے اٹی ہوئی لاری نہ آئے گی

چھپر کے چائے خانے بھی اب اونگھنے لگے
پیدل چلو کہ کوئی سواری نہ آئے گی

تحریر و گفتگو میں کسے ڈھونڈتے ہیں لوگ
تصویر میں بھی شکل ہماری نہ آئے گی

سر پر زمین لے کے ہواؤں کے ساتھ جا
آہستہ چلنے والے کی باری نہ آئے گی

پہچان اپنی ہم نے مٹائی ہے اس طرح
بچوں میں کوئی بات ہماری نہ آئے گی

☆

میری آنکھوں میں غم کی نشانی نہیں
پتھروں کے پیالوں میں پانی نہیں

میں تجھے بھول کر بھی نہیں بھولتا
پیار سونا ہے سونے کا پانی نہیں

میری اپنی بھی مجبوریاں ہیں بہت
میں سمندر ہوں پینے کا پانی نہیں

میرا چہرہ لکیروں میں تقسیم ہے
آئینوں سے مجھے بدگمانی نہیں

شام کے بعد بچوں سے کیسے ملوں

اب مرے پاس کوئی کہانی نہیں

موسموں کے لفافے بدلتے رہے
کوئی تحریر اتنی پرانی نہیں

کوئی آسیب ہے اس حسین شہر پر
شام روشن ہے لیکن سہانی نہیں

☆

اس طرح ساتھ نبھنا ہے دشوار سا
تو بھی تلوار سا ، میں بھی تلوار سا

اپنا رنگ غزل ، اس کے رخسار سا
دل چمکنے لگا ہے رخِ یار سا

اب ہے ٹوٹا سا دل خود سے بے زار سا
اس حویلی میں لگتا تھا دربار سا

خوب صورت سی پاؤں میں زنجیر ہو
گھر میں بیٹھا رہوں میں گرفتار سا

میں فرشتوں کی صحبت کے لائق نہیں

ہم سفر کوئی ہوتا گنہگار سا

گڑیا ، گڈے کو بیچا ، خریدا گیا
گھر سجایا گیا رات بازار سا

شام تک کتنے ہاتھوں سے گزروں گا میں
چائے خانوں میں اردو کے اخبار سا

بات کیا ہے کہ مشہور لوگوں کے گھر
موت کا سوگ ہوتا ہے تیوہار سا

زینہ زینہ اترتا ہوا آئینہ
اس کا لہجہ انوکھا کھنک دار سا

☆

اس طرح دنیا ملی شکوہ گلہ جاتا رہا
میں سمجھتا تھا مرا تیرے سوا کوئی نہیں

خط نہیں ہوں جس پہ تم راہوں کی تفصیلیں لکھو
اس کے گھر جاؤں گا میں جس کا پتہ کوئی نہیں

ایسا لگتا ہے کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے گا
تیرے میرے درمیان اب فاصلہ کوئی نہیں

اب تمہیں سچی محبت کا یقین آ جائے گا
اس بڑے شہرِ وفا میں بے وفا کوئی نہیں

میں پیمبر تو نہیں لیکن مجھے احساس ہے
ان بُرے لوگوں میں بھی مجھ سے بُرا کوئی نہیں

☆©ICL☆

☆

دوسروں کو ہماری سزائیں نہ دے
چاندنی رات کو بددعائیں نہ دے

پھول سے عاشقی کا ہنر سیکھ لے
تتلیاں خود رکیں گی صدائیں نہ دے

سب گناہوں کا اقرار کرنے لگیں
اس قدر خوب صورت سزائیں نہ دے

میں درختوں کی صف کا بھکاری نہیں
بے وفا موسموں کی قبائیں نہ دے

موتیوں کو چھپا سیپیوں کی طرح
بے وفاؤں کو اپنی وفائیں نہ دے

میں بکھر جاؤں گا آنسوؤں کی طرح
اس قدر پیار سے بدعائیں نہ دے

☆

سر پہ سایہ سا دستِ دعا یاد ہے
اپنے آنگن میں اک پیڑ تھا ، یاد ہے

جس میں اپنی پرندوں سے تشبیہ تھی
تم کو اسکول کی وہ دعا یاد ہے

ایسا لگتا ہے ہر امتحاں کے لیے
زندگی کو ہمارا پتہ یاد ہے

میکدے میں اذاں سن کے رویا بہت
اس شرابی کو دل سے خدا یاد ہے

میں پرانی حویلی کا پردہ مجھے
کچھ کہا یاد ہے ، کچھ سنا یاد ہے

☆

اک شہر تھا خراب جہاں کوئی بھی نہ تھا
ہم لوٹ آئے ہم سا وہاں کوئی بھی نہ تھا

لو کی طرح چراغ کا قیدی نہیں ہوں میں
اچھا ہوا کہ اپنا مکاں کوئی بھی نہ تھا

دل پر جمی تھی گردِ سفر کی کئی تہیں
کاغذ پہ انگلیوں کا نشاں کوئی بھی نہ تھا

وہ محفلوں کی جان ہے دنیا کے واسطے
مجھ سے وہاں ملا تھا جہاں کوئی بھی نہ تھا

سناٹے آئے درجوں میں جھانک کر چلے گئے
گرمی کی چھٹیاں تھیں وہاں کوئی بھی نہ تھا

☆

پتھر کے جگر والو ، غم وہ روانی ہے
خود راہ بنا لے گا ، بہتا ہوا پانی ہے

پھولوں میں غزل رکھنا یہ رات کی رانی ہے
اس میں تری زلفوں کی بے ربط کہانی ہے

اک ذہن پریشان میں وہ پھول سا چہرہ ہے
پتھر کی حفاظت میں شیشے کی جوانی ہے

کیوں چاندنی راتوں میں دریا پہ نہاتے ہو
سوئے ہوئے پانی میں کیا آگ لگانی ہے

اس حوصلۂ دل پر ہم نے بھی کفن پہنا
ہنس کر کوئی پوچھے گا کیا جان گنوانی ہے

رونے اک اثر دل پر رہ رہ کر بدلتا ہے
آنسو کبھی شیشہ ہے ، آنسو کبھی پانی ہے

یہ شبنمی لہجہ ہے ، آہستہ غزل پڑھنا
تتلی کی کہانی ہے ، پھولوں کی زبانی ہے

☆

مسکراتی ہوئی دھنک ہے وہی
اس بدن میں چمک دمک ہے وہی

پھول کُملا گئے اجالوں کے
سانولی شام میں نمک ہے وہی

اب بھی چہرہ چراغ لگتا ہے
بجھ گیا ہے مگر چمک ہے وہی

وہ سراپا دیئے کی لو جیسا
میں ہوا ہوں ادھر لپک ہے وہی

کوئی شیشہ ضرور ٹوٹا ہے
گنگناتی ہوئی کھنک ہے وہی

پیار کس کا ملا ہے مٹی میں
اس چنبیلی تلے مہک ہے وہی

☆

بڑے تاجروں کی ستائی ہوئی
یہ دنیا دلہن ہے جلائی ہوئی

بھری دوپہر کا کِھلا پھول ہے
پسینے میں لڑکی نہائی ہوئی

کرن پھول کی پتیوں میں دبی
ہنسی اس کے ہونٹوں پہ آئی ہوئی

وہ چہرہ کتابی رہا سامنے
بڑی خوب صورت پڑھائی ہوئی

اداسی بچھی ہے بڑی دور تک
بہاروں کی بنی پرائی ہوئی

خوشی ہم غریبوں کی جیسے میاں
مزاروں پہ چادر چڑھائی ہوئی

☆

کس نے مجھ کو صدا دی بتا کون ہے
اے ہوا تیرے گھر میں چھپا کون ہے

بارشوں میں کسی پیڑ کو دیکھنا
شال اوڑھے ہوئے بھیگتا کون ہے

خوشبوؤں میں نہائی ہوئی شاخ پر
پھول سا مسکراتا ہوا کون ہے

میں یہاں دھوپ میں تپ رہا ہوں مگر
وہ پسینے میں ڈوبا ہوا کون ہے

دل کو پتھر ہوئے اک زمانہ ہوا
اس مکاں میں مگر بولتا کون ہے

آسمانوں کو ہم نے بتایا نہیں
ڈوبتی شام میں ڈوبتا کون ہے

تم بھی مجبور ہو ہم بھی مجبور ہیں
بے وفا کون ہے ، باوفا کون ہے

☆

ہر بات میں مہکے ہوئے جذبات کی خوشبو
یاد آئی بہت پہلی ملاقات کی خوشبو

چھپ چھپ کے نئی صبح کا منہ چوم رہی ہے
ان ریشمی زلفوں میں بسی رات کی خوشبو

موسم بھی حسینوں کی ادا سیکھ گئے ہیں
بادل ہیں چھپائے ہوئے برسات کی خوشبو

گھر کتنے ہی چھوٹے ہوں گھنے پیڑ ملیں گے
شہروں سے الگ ہوتی ہے قصبات کی خوشبو

ہونٹوں پہ ابھی پھول کی پتی کی مہک ہے
سانسوں میں رچی ہے تری سوغات کی خوشبو

☆

دعا کرو کہ یہ پودا سدا ہرا ہی لگے
اداسیوں میں بھی چہرہ کِھلا کِھلا ہی لگے

عجیب شخص ہے ناراض ہو کے ہنستا ہے
میں چاہتا ہوں خفا ہو تو وہ خفا ہی لگے

وہ زعفرانی پلوور اسی کا حصہ ہے
کوئی جو دوسرا پہنے تو دوسرا ہی لگے

نہیں ہے میرے مقدر میں روشنی نہ سہی
یہ کھڑکی کھولو ذرا صبح کی ہوا ہی لگے

☆

وہ چاندنی کا بدن خوشبوؤں کا سایہ ہے
بہت عزیز ہمیں ہے مگر پرایا ہے

اتر بھی آؤ کبھی آسماں کے زینے سے
تمہیں خدا نے ہمارے لیے بنایا ہے

کہاں سے آئی یہ خوشبو ، یہ گھر کی خوشبو ہے
اس اجنبی کے اندھیرے میں کون آیا ہے

مہک رہی ہے زمین چاندنی کے پھولوں سے
خدا کسی کی محبت پہ مسکرایا ہے

اسے کسی کی محبت کا اعتبار نہیں
اسے زمانے نے شاید بہت ستایا ہے

تمام عمر مرا دم اسی دھوئیں میں گھٹا
وہ اک چراغ تھا میں نے اسے بجھایا ہے

☆

سو خلوص باتوں میں سب کرم خیالوں میں
بس ذرا وفا کم ہے تیرے شہر والوں میں

پہلی بار نظروں نے چاند بولتے دیکھا
ہم جواب کیا دیتے کھو گئے سوالوں میں

رات تیری یادوں نے دل اس طرح چھیڑا
جیسے کوئی چٹکی لے نرم نرم گالوں میں

یوں کسی کی آنکھوں میں صبح تک ابھی تھے ہم
جس طرح رہے شبنم پھول کے پیالوں میں

میری آنکھ کے تارے اب نہ دیکھ پاؤ گے
رات کے مسافر تھے کھو گئے اجالوں میں

☆

وہ مہکتی پلکوں کی اوٹ سے کوئی تارا چمکا تھا رات میں
مری بند مٹھی نہ کھولئے وہی کوہِ نور ہے ہات میں

میں تمام تارے اٹھا اٹھا کے غریب لوگوں میں بانٹ دوں
کبھی ایک رات وہ آسمان کا نظام دیں مرے ہات میں

ابھی شام تک مرے باغ میں کہیں کوئی پھول کھِلا نہ تھا
مجھے خوشبوؤں میں بسا گیا ترا پیار ایک ہی رات میں

ترے ساتھ اتنے بہت سے دن تو پلک جھپکتے گذر گئے
ہوئی شام کھیل ہی کھیل میں کٹی رات بات ہی بات میں

کوئی عشق ہے کہ اکیلا ریت کی شال اوڑھ کے چل دیا
کبھی بال بچوں کے ساتھ آ ، یہ پڑاؤ لگتا ہے رات میں

کبھی سات رنگوں کا پھول ہوں کبھی دھوپ ہوں کبھی دھول ہوں
میں تمام کپڑے بدل چکا ترے موسموں کی برات میں

☆

ابھی اس طرف نہ نگاہ کر میں غزل کی پلکیں سنوار لوں
مرا لفظ لفظ ہو آئینہ تجھے آئینے میں اتار لوں

میں تمام دن کا تھکا ہوا تو تمام شب کا جگا ہوا
ذرا ٹھہر جا اسی موڑ پر تیرے ساتھ شام گزار لوں

اگر آسماں کی نمائشوں میں مجھے بھی اذن قیام ہو
تو میں موتیوں کی دکان سے تری بالیاں ترے ہار لوں

کہیں اور بانٹ دے شہر میں کہیں اور بخش دے عزتیں
میرے پاس ہے مرا آئینہ میں کبھی نہ گرد و غبار لوں

کئی اجنبی تری راہ میں مرے پاس سے یوں گزر گئے
جنہیں دیکھ کر یہ تڑپ ہوئی ترا نام لے کے پکار لوں

☆

کبھی یوں بھی آ مری آنکھ میں کہ مری نظر کو خبر نہ ہو
مجھے ایک نواز دے مگر اس کے بعد سحر نہ ہو

وہ بڑا رحیم و کریم ہے مجھے یہ صفت بھی عطا کرے
تجھے بھولنے کی دعا کروں تو مری دعا میں اثر نہ ہو

مرے بازوؤں میں تھکی تھکی ابھی محوِ خواب ہے چاندنی
نہ اٹھے ستاروں کی پالکی ابھی آہٹوں کا گذر نہ ہو

یہ غزل کہ جیسے ہرن کی آنکھ میں پچھلی رات کی چاندنی
نہ بجھے خرابے کی روشنی کبھی بے چراغ یہ گھر نہ ہو

کبھی دن کی دھوپ میں جھوم کے کبھی شب کے پھول کو چوم کے
یوں ساتھ ساتھ چلیں سدا کبھی ختم اپنا سفر نہ ہو

☆

خاک جب خاکسار لگتی ہے
کس قدر باوقار لگتی ہے

خون پانی بنا کے بیچتی ہے
دھوپ سرمایہ دار لگتی ہے

صبر کر ، صبر کرنے والوں کی
بے بسی شاندار لگتی ہے

اب بجھا دو ہماری آنکھیں بھی
روشنی ناگوار لگتی ہے

رَت جگوں کی بڑی حویلی اب
جنگلوں کا مزار لگتی ہے

آج کل میرے پاؤں کے نیچے
کوئی شے جاندار لگتی ہے

صرف اخبار پڑھنے والوں کو
زندگی اشتہار لگتی ہے

گرم موسم میں گرم چائے بھی
بدمزاجوں کا پیار لگتی ہے

☆

سوئے کہاں تھے آنکھوں نے تکیے بھگوئے تھے
ہم بھی کبھی کسی کے لیے خوب روئے تھے

انگنائی میں کھڑے ہوئے بیری کے پیڑ سے
وہ لوگ چلتے وقت گلے مل کے روئے تھے

ہر سال زرد پھولوں کا ایک قافلہ رکا
اس نے جہاں پہ دھول اٹے پاؤں دھوئے تھے

اس حادثے سے میرا تعلق نہیں کوئی
میلے میں ایک سال کئی بچے کھوئے تھے

آنکھوں کی کشتیوں میں سفر کر رہے تھے وہ
جن دوستوں نے دل کے سفینے ڈبوئے تھے

کل رات میں تھا میرے علاوہ کوئی نہ تھا
شیطان مر گیا تھا ، فرشتے بھی سوئے تھے

☆

آنسوؤں کے ساتھ سب کچھ بہہ گیا
دل میں سناٹا سا ، باقی رہ گیا

چھوڑ آیا ہوں زمین و آسماں
فاصلہ اب اور کتنا رہ گیا

رفتہ رفتہ بجھ گئے سارے چراغ
اک چہرہ جھلملاتا ، رہ گیا

بستیاں دھندلا گئیں ، پھر کھو گئیں
روشنی کا چہرہ پیچھے رہ گیا

☆.

کہاں آنسوؤں کی یہ سوغات ہو گی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہو گی

میں ہر حال میں مسکراتا رہوں گا
تمہاری محبت اگر ساتھ ہو گی

چراغوں کو آنکھوں میں محفوظ رکھنا
بڑی دور تک رات ہی رات ہو گی

پریشاں ہو تم بھی ، پریشاں ہوں میں بھی
چلو میکدے میں وہیں بات ہو گی

چراغوں کی لو سے ستاروں کی ضو تک
تمہیں میں ملوں گا ، جہاں رات ہو گی

جہاں وادیوں میں نئے پھول آئے
ہماری تمہاری ملاقات ہو گی

صداؤں کو الفاظ ملنے نہ پائیں
نہ بادل گھریں گے نہ برسات ہو گی

مسافر ہیں ہم بھی ، مسافر ہو تم بھی
کسی موڑ پر پھر ملاقات ہو گی

☆©ICL☆

☆

پتوں کا دکھ کھوج رہے ہو اڑنے والے پنچھی میں
آنسو تو پل بھر کا مسافر پلکوں کی اس کشتی میں

ہر چہرے میں تیرا چہرہ ڈھونڈ کے تجھ کو کھو بیٹھے
گھر کا رستہ بھول گئے ہم گھر آنے کی جلدی میں

اک اک گھر کا نام اور نمبر پوچھ کے دن بھی ڈوب چلا
بیلوں کے سائے کے پیچھے شام کھڑی تھی کھڑکی میں

وہ تتلی تھی دیئے کی لو کو پھول سمجھ کی بیٹھ گئی
جب چاندی سے بال نظر آئے بچی کو کنگھی میں

وہ ان پڑھ تھا پھر بھی اس نے پڑھے لوگوں سے کہا
اک تصویر کئی خط بھی ہیں صاحب آپ کی ردّی میں

]
بے موسم آنکھوں کی بدلی ہم کو نہیں اچھی لگتی ہے
دھواں دھواں گھر ہو جاتا ہے ساون کی گیلی لکڑی میں

آ میرے سینے پر سر رکھ کر اپنے کان سے سن پگلی
میرے بھگوان بول رہے ہیں من مندر کی گھنٹی میں

☆

شام آنکھوں میں ، آنکھ میں پانی
اور پانی سرائے فانی میں

جھلملاتے ہیں کشتیوں میں دیئے
پل کھڑے سو رہے ہیں پانی میں

خاک ہو جائے گی زمین اک دن
آسمانوں کی آسمانی میں

وہ ہوا ہے اسے کہاں ڈھونڈوں
آگ میں خاک میں کہ پانی میں

آ پہاڑوں کی طرح سامنے آ
ان دنوں میں بھی ہوں روانی میں

☆

راتوں کے مسافر ہو اندھیروں میں رہو گے
جگنو کی طرح دن میں جلو گے نہ بجھو گے

سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم لوٹ گئے ہو
تم ساتھ تھے ، تم ساتھ ہو ، تم ساتھ رہو گے

کہا ان کہی غزلوں کی کتابیں ہیں وہ آنکھیں
جب پڑھ نہیں سکتے ہو تو کیا خاک لکھو گے

خوشبو کی حویلی ہے مرے دل کی زمیں پر
وعدہ کرو اک روز مرے ساتھ چلو گے

دلّی ہو کہ لاہور ، کوئی فرق نہیں ہے
سچ بول کے ہر شہر میں ایسے ہی رہو گے

☆

راہوں میں کون آیا گیا کچھ پتہ نہیں
اس کو تلاش کرتے رہے جو ملا نہیں

بے آس کھڑکیاں ہیں ستارے اداس ہیں
آنکھوں میں آج نیند کا کوسوں پتہ نہیں

میں چپ رہا تو اور غلط فہمیاں بڑھیں
وہ بھی سنا ہے اس نے جو میں نے کہا نہیں

دل میں اسی طرح سے بچپن کی ایک یاد
شاید ابھی کلی کو ہوا نے چھوا نہیں

چہرے پہ آنسوؤں نے لکھی ہیں کہانیاں
آئینہ دیکھنے کا مجھے حوصلہ نہیں

☆

وہ غزل والوں کا اسلوب سمجھتے ہوں گے
چاند کہتے ہیں کسے خوب سمجھتے ہوں گے

اتنی ملتی ہے مری غزلوں سے صورت تیری
لوگ تجھ کو مرا محبوب سمجھتے ہوں گے

میں سمجھتا تھا محبت کی زباں خوشبو ہے
پھول سے لوگ اسے خوب سمجھتے ہوں گے

دیکھ کر پھول کے اوراق پہ شبنم کچھ لوگ
ترا اشکوں بھرا مکتوب سمجھتے ہوں گے

بھول کر اپنا زمانہ ، یہ زمانے والے
آج کے پیار کو معیوب سمجھتے ہوں گے

☆

سورج ، چندا جیسی جوڑی ہم دونوں
دن کا راجہ ، رات کی رانی ہم دونوں

جگمگ جگمگ دنیا کا میلہ جھوٹا
سچا سونا سچی چاندی ہم دونوں

اک دوجے سے مل کر پورے ہوتے ہیں
آدھی آدھی ایک کہانی ہم دونوں

گھر گھر دکھ سکھ کا اک دیپک جلے بجھے
ہر دیپک میں تیل اور باتی ہم دونوں

دنیا کی یہ مایا کنکر پتھر ہے
آنسو ، شبنم ، ہیرا موتی ہم دونوں

چاروں اور سمندر بڑھتی چنتا
لہراتی کشتی ہم دونوں

پربت پربت ، بادل بادل ، کرن کرن
اجلے پر والے دو پنچھی ہم دونوں

میں دہلیز کا دیپک ہوں آ تیز ہوا
رات گذاریں اپنی اپنی ہم دونوں

☆

اس کی آنکھوں سا اس کے گیسو سا
میرا سارا کلام خوشبو سا

میری پلکوں پر جھلملاتا ہے
رات بھر ایک نام جگنو سا

کتنی مدت کے بعد تجھ سے ملے
مسکراتا ہے پیار آنسو کا

آج وعدہ کسی کا ٹوٹ گیا
ریشمی تتلیوں کے بازو سا

روز تنہائیوں میں اک چہرہ
تولتا ہے مجھے ترازو سا

☆

گھر سے نکلے اگر ہم بہک جائیں گے
وہ گلابی کٹورے چھلک جائیں گے

ہم نے الفاظ کو آئینہ کر دیا
چھپنے والے غزل میں چمک جائیں گے

دشمنی کا سفر اک قدم دو قدم
تم بھی تھک جاؤ گے ہم بھی تھک جائیں گے

رفتہ رفتہ ہر اک زخم بھر جائے گا
سب نشانات پھولوں سے ڈھک جائیں گے

نام پانی پہ لکھنے سے کیا فائدہ
لکھتے لکھتے ترے ہاتھ تھک جائیں گے

یہ پرندے بھی کھیتوں کے مزدور ہیں
لوٹ کے اپنے گھر شام تک جائیں گے

دن میں پریوں کی کوئی کہانی نہ سن
جنگلوں میں مسافر بھٹک جائیں گے

☆©ICL☆

☆

سویرے ستاروں کی شبنم کہاں
ذرا دیر میں تم کہاں ، ہم کہاں

اداسی کے ساون برس دو برس
جوانی گئی پھر یہ موسم کہاں

مسافر کو آنگن کے پھولوں سے کیا
ہوا کی ہتھیلی پہ شبنم کہاں

ہمارا بدن دھوپ کا باغ ہے
یہاں چاندنی اور شبنم کہاں

شکستوں کے ڈیرے منڈیروں پر ہیں
ہماری فصیلوں پہ پرچم کہاں

☆

فن اگر روح و دل کی ریاضت نہ ہو
ایسی مسجد ہے جس میں عبادت نہ ہو

تیری آنکھوں میں ایسا سنور جاؤں میں
عمر بھر آئینوں کی ضرورت نہ ہو

کسی کو نیلام کرتے ہو بازار میں
یہ کسی گھر کے مندر کی مورت نہ ہو

دلنوازی کے فن جاننا چاہیے
حسن چاہے بہت خوب صور نہ ہو

دن تو نکلا خریدا ہوا آدمی
اے خدا رات بھی سب کی عورت نہ ہو

چھپروں پر دیئے رکھ گئی ہے ہوا
تا کہ پھر روشنی کی شکایت نہ ہو

☆

تم ابھی شہر میں کیا نئے آئے ہو
رک گئے راہ میں حادثہ دیکھ کر

تم جنہیں پھول سمجھے ہو آنکھیں نہ ہوں
پاؤں رکھنا زمیں پر ذرا دیکھ کر

پھر دیئے رکھ گئیں تری پرچھائیاں
آج دروازہ دل کا کھلا دیکھ کر

اس کی آنکھوں کا ساون برسنے لگا
بادلوں میں پرندہ گھرا دیکھ کر

شام گہری ہوئی اور گھر دور ہے
پھول سو جائیں گے راستہ دیکھ کر

پھول سی انگلیاں کنگھیاں بن گئیں
الجھے بالوں سے ماتھا ڈھکا دیکھ کر

☆

میکدہ ، رات غم کا گھر نکلا
دل ، حویلی تلے کھنڈر نکلا

میں اسے ڈھونڈتا تھا آنکھوں میں
پھول بن کر وہ شاخ پر نکلا

کس کے سائے میں سر چھپاؤ گے
وہ شجر ، دھوپ کا شجر نکلا

اس کا آنچل بھی کوئی بادل تھا
وہ ہواؤں کا ہمسفر نکلا

کوئی کاغذ نہ تھا لفافے میں
صرف تتلی کا ایک پر نکلا

جب سے جانا کہ وہ بہادر ہے
دل کچھ دشمنوں کا ڈر نکلا

زندگی اک فقیر کی چادر
جب ڈھکے پاؤں ہم نے سر نکلا

☆

ہمارا دل سویرے کا سنہرا جام ہو جائے
چراغوں کی طرح آنکھیں جلیں جب شام ہو جائے

کبھی تو آسماں سے چاند اترے جام ہو جائے
تمہارے نام کی اک خوب صور شام ہو جائے

عجب حالات تھے یوں دل کا سودا ہو گیا آخر
محبت کی حویلی جس طرح نیلام ہو جائے

سمندر کے سفر میں اس طرح آواز دے ہم کو
ہوائیں تیز ہوں اور کشتیوں میں شام ہو جائے

مجھے معلوم ہے اس کا ٹھکانہ پھر کہاں ہو گا
پرندہ آسماں چھونے میں جب ناکام ہو جائے

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

☆©ICL☆

☆

بھول شاید بہت بڑی کر لی
ہم نے دنیا سے دوستی کر لی

تم محبت کو کھیل کہتے ہو
ہم نے برباد زندگی کر لی

سب کی نظریں بچا کے دیکھ لیا
آنکھوں آنکھوں میں بات بھی کر لی

عاشقی میں بہت ضروری ہے
بے وفائی ، کبھی کبھی کر لی

ہم نہیں جانتے چراغوں نے
کیوں اندھیروں سے دوستی کر لی

دھڑکنیں ، دفن ہو گئی ہوں گی
دل میں دیوار کیوں کھڑی کر لی

☆

موم کی زندگی گھلا کرنا
کچھ کسی سے نہ تذکرہ کرنا

میرا بچپن تھا آئینے جیسا
ہر کھلونے کا منہ تکا کرنا

ایک لڑکی تھی کھیل تھا اس کا
گڑیا گڈوں کا سلسلہ کرنا

پھول شاخوں کے ہوں کہ آنکھوں کے
راستے راستے چنا کرنا

یہ روایت بہت پرانی ہے
نیند میں آگ پر چلا کرنا

راستے میں کوئی کھنڈر ہو گا
شہ سوارو ، وہاں رکا کرنا

☆

بے وفا راستے بدلتے ہیں
ہم سفر ساتھ ساتھ چلتے ہیں

کس کے آنسو چھپے ہیں پھولوں میں
چومتا ہوں تو ہونٹ جلتے ہیں

اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھو
مندروں میں چراغ جلتے ہیں

دل میں رہ کر نظر نہیں آتے
ایسے کانٹے کہاں نکلتے ہیں

اک دیوار وہ بھی شیشے کی
دو بدن پاس پاس جلتے ہیں

وہ ستارے مرے ستارے ہیں
جو بھری دھوپ میں نکلتے ہیں

کانچ کے ، موتیوں کے ، آنسو کے
سب کھلونے غزل میں ڈھلتے ہیں

☆

اسے فن نہیں پردۂ فن کہو
غزل کو چراغوں کی چلمن کہو

انہیں میں سنورتے رہو عمر بھر
سدا میری آنکھوں کو درپن کہو!

وہ جب چاہے سر سبز کر دے مجھے
مرے واسطے اس کو ساون کہو

قدم چاند سے میرے دل پر رکھو
اسے بھی کبھی گھر کا آنگن کہو

جواں ہو کے مل جائیں گے خاک میں
گلوں کو شہیدوں کا بچپن کہو

کئی باغ ہیں اس زمیں کے تلے
مرے دل کو یادوں کا مدفن کہو

ستاروں کے دھبے کھلا آسماں
اسے بھی شرابی کا دامن کہو

☆

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

خطا وار سمجھے گی دنیا تجھے
اب اتنی زیادہ صفائی نہ دے

ہنسو آج اتنا کہ اس شور میں
صدا سسکیوں کی سنائی نہ دے

غلامی کی برکت سمجھنے لگیں
اسیروں کو ایسی رہائی نہ دے

خدا ایسے احساس کا نام ہے
رہے سامنے اور دکھائی نہ دے

☆

تمام آگ ہے دل راہ خار و خس کی نہیں
یہی گلی ہے جہاں سلطنت ہوس کی نہیں

وہ سب کے سامنے باہوں میں آ کے کھو جانا
فرشتوں جیسی یہ معصومیت ہوس کی نہیں

بس ایک شام کی لذت بہت غنیمت جان
عظیم پاک محبت ، ہر اک کے بس کی نہیں

تھا ایک شخص ، ہر اک شخص اس پہ عاشق تھا
یہ بات کل کی ہے دو چار دس برس کی نہیں

نصاب دل کا کہاں رکھ دیا کلاسوں میں
غزل کی آگ ہے یہ کاغذوں کے بس کی نہیں

☆

یوں دل کو گدگدایا کہ ہر غم جگا دیا ہے
اس نے ہنسی ہنسی میں ہم کو رلا دیا ہے

پوچھا بہت جو ہم نے کس اور اب ملو گے
چٹکی میں ریت لے کر اس نے اڑا دیا ہے

کل شب عجب ہوا تھی بجھتے دیئے کی لو میں
وہ آنسوؤں کا کاغذ ہم نے جلا دیا ہے

روشن تھے رات ہم سے خیمے مسافروں کے
دن کے سفر میں سب نے ہم کو بھلا دیا ہے

جن کاغذوں پہ دل کی قیمت لکھی ہوئی تھی
ان دیمکوں کو کس نے ان کا پتہ دیا ہے

☆

شام کے پیڑ کی سرمئی شاخ پر پتیوں میں چھپا کوئی جگنو بھی ہے
ساحلوں پر پڑی سیپیوں میں کہیں جھلملاتا ہوا ایک آنسو بھی ہے

آندھیاں راکھ کے ڈھیر لیتی گئیں ، چمکیں چنگاریاں کونپلوں کی طرح
ان دنوں زندگی پھر ہمارے لیے صبح عارض بھی ہے شام گیسو بھی ہے

اس پہاڑی علاقے میں اک گاؤں کے موڑ پر آتی جاتی بسوں کے لیے
دو درختوں کی مشفق گھنی چھاؤں میں گرم چائے کی مانوس خوشبو بھی ہے

ان نہاتے پرندوں کے ہمراہ اب میں بھی آکاش سر پر اٹھا لاؤں گا
ندیوں میں نہا کر تھکن ڈھل گئی کچھ درختوں کی بانہوں کا جادو بھی ہے

میرے دشمن میری جستجو میں ابھی اس کمیں گاہ کا آگ دکھلائیں گے
اب یہ بہتر ہے میں خود ہی آگے بڑھوں جھاڑیوں میں یہاں ایک آہو بھی ہے

☆

جہاں پیڑ پر چار دانے لگے
ہوا و ہوس کے نشانے لگے

ہوئی شام یادوں کے اک گاؤں سے
پرندے اداسی کے آنے لگے

گھڑی دو گھڑی مجھ کو پلکوں پہ رکھ
یہاں آتے آتے زمانے لگے

کبھی بستیاں دل کی یوں بھی بسیں
دکانیں کھلیں ، کارخانے لگے

وہیں زرد پتوں کا قالین ہے
گلوں کے جہاں شامیانے لگے

پڑھائی لکھائی کا موسم کہاں
کتابوں میں خط آنے جانے لگے

☆©ICL☆

☆

مسافر کے رستے بدلتے رہے
مقدر میں چلنا تھا چلتے رہے

مرے راستوں میں اجالا رہا
دیئے اس کی آنکھوں میں جلتے رہے

کوئی پھول سا ہاتھ کاندھے پہ تھا
مرے پاؤں شعلوں پہ جلتے رہے

سنا ہے انہیں بھی ہوا لگ گئی
ہواؤں کا جو رخ بدلتے رہے

وہ کیا تھا جسے ہم نے ٹھکرا دیا
مگر عمر بھر ہاتھ ملتے رہے

محبت ، عداوت ، وفا ، بے رخی
کرائے کے گھر تھے بدلتے رہے

لپٹ کر چراغوں سے وہ سو گئے
جو پھولوں پہ کروٹ بدلتے رہے

☆

ریشم کی چادر اوڑھی پگڑی باندھی
دامن میں دروازے کی مٹی باندھی

ریل کی پٹڑی پر میری شہرت رکھ دی
بس کے پہیوں سے روزی روٹی باندھی

پلکوں میں جھلمل جھلمل ساون برسا
موسم نے بادل جیسی ساری باندھی

اس تلسی سے ان کا رشتہ تھا کوئی
آنچل میں اس نے سوکھی پتی باندھی

پہلے سے کچھ صاف نظر آئی دنیا
جب سے ہم نے آنکھوں پر پٹی باندھی

☆

دل پہ چھایا رہا ہے اس کی طرح
ایک لمحہ تھا سو برس کی طرح

وہ محبت کی طرح پگھلے گی
میں بھی مر جاؤں گا ہوس کی طرح

رات سر پر لیے ہوں جنگل میں
راستے کی خراب بس کی طرح

آتما بے زبان مینا ہے
اور ماٹی کا تن قفس کی طرح

خانقاہوں میں خاک اڑتی ہے
اردو والوں کے کیمپس کی طرح

موت کی وادیوں سے گذروں گا
میں پہاڑوں کی ایک بس کی طرح

☆

سرِ راہ کچھ بھی کہا نہیں کبھی اس کے گھر میں گیا نہیں
میں جنم جنم سے اسی کا ہوں اسے آج تک یہ پتہ نہیں

اسے پاک نظروں سے چومنا بھی عبادتوں میں شمار ہے
کوئی پھول لاکھ قریب ہو کبھی میں نے اس کو چھوا نہیں

یہ خدا کی دین عجیب ہے کہ اسی کا نام نصیب ہے
جسے تو نے چاہا وہ مل گیا جسے میں نے چاہا ملا نہیں

اسی شہر میں کئی سال سے مرے کچھ قریبی عزیز ہیں
انہیں میری کوئی خبر نہیں مجھے ان کا کوئی پتہ نہیں

☆

خواب ان آنکھوں سے اب کوئی چرا کر لے جائے
قبر میں سوکھے ہوئے پھول اٹھا کر لے جائے

منتظر پھول میں خوشبو کی طرح ہوں کب سے
کوئی جھونکے کی طرح آئے اڑا کر لے جائے

یہ بھی پانی ہے مگر آنکھوں کا ایسا پانی
جو ہتھیلی سے رچی مہندی چھڑا کر لے جائے

میں محبت سے مہکتا ہوا خط ہوں مجھ کو
زندگی اپنی کتابوں میں چھپا کر لے جائے

خاک انصاف ہے ، نابینا بتوں کے آگے
رات تھالی میں چراغوں کو سجا کر لے جائے

ان سے کہنا کہ میں پیدل نہیں آنے والا
کوئی بادل مجھے کاندھے پہ بٹھا کر لے جائے

☆

اب دلوں کے علاوہ پڑھنا کیا
اپنا کاغذ قلم سے رشتہ کیا

آنسوؤں سے مری ہتھیلی پر
کون پڑھنا کہ اس نے لکھا کیا

اک مہک جیسے رات کی رانی
کیا بتاؤں کہ میں نے سوچا کیا

جب بھی دیکھو اسی طرف نظریں
چاند بھی ہے کسی کا چہرہ کیا

پنکھڑی پنکھڑی سلام و پیام
پھول بھی ہے کوئی لفافہ کیا

جو نہ آدابِ دشمنی جانے
دوستی کا اسے سلیقہ کیا

تم میری زندگی ہو یہ سچ ہے
زندگی کا مگر بھروسہ کیا

☆

وہ شاید دلوں کو دھڑکنے نہ دیں گے
گلوں سے مہکنے کا حق چھین لیں گے

ہمارے دلوں کے دیئے بجھ چکے ہیں
ہم آنکھوں کی تحریر کیسے پڑھیں گے

ہمارے بدن بھی ہمارے نہیں ہیں
اسے چھو کے محسوس کیسے کریں گے

لہو کا سمندر ہے پلکوں کے پیچھے
یہ روشن جزیرے لرزتے رہیں گے

سنہرے سنہرے پروں والے بادل
کھلے گیسوؤں کی مہک لے اڑیں گے

کبھی سبز ساون کبھی زرد جاڑے
درختوں کے کپڑے بدلتے رہیں گے

جنہیں روشنی کا بدن اوڑھنا ہے
وہ کہرے کی چادر لپیٹے ملیں گے

وسیلہ ہے انسان رازق خدا ہے
جو در بند ہوں گے دریچے کھلیں گے

ازل سے ابد تک سفر ہی سفر ہے
مسافر ہیں سب لوگ چلتے رہیں گے

☆

یہ چراغ بے نظر ہے یہ ستارہ بے زباں ہے
ابھی تجھ سے ملتا جلتا کوئی دوسرا کہاں ہے

وہی شخص جس پہ اپنے دل و جاں نثار کر دوں
وہ اگر خفا نہیں ہے تو ضرور بدگماں ہے

کبھی پا کے تجھ کو کھونا، کبھی کھو کے تجھ کو پانا
یہ جنم جنم کا رشتہ ترے میرے درمیاں ہے

مرے ساتھ چلنے والے تجھے کیا ملا سفر میں
وہی دکھ بھری زمیں ہے وہی غم کا آسماں ہے

☆©ICL☆

میں اسی گماں میں برسوں بڑا مطمئن رہا ہوں
ترا جسم بے تغیر ، مرا پیار جاوداں ہے

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا ترا ہمسفر کہاں ہے

☆

اداسی کا یہ پتھر آنسوؤں سے نم نہیں ہوتا
ہزاروں جگنوؤں سے بھی اندھیرا کم نہیں ہوتا

کبھی برسات میں شاداب بیلیں سوکھ جاتی ہیں
ہرے پیڑوں کے گرنے سے کوئی موسم نہیں ہوتا

بہت سے لوگ دل کو اس طرح محفوظ رکھتے ہیں
کوئی بارش ہو یہ کاغذ ذرا بھی نم نہیں ہوتا

بچھڑتے وقت کوئی بدگمانی دل میں آ جاتی
اسے بھی غم نہیں ہوتا ، مجھے بھی غم نہیں ہوتا

یہ آنسو ہیں ، انہیں پھولوں میں شبنم کی طرح رکھنا
غزل احساس ہے احساس کا ماتم نہیں ہوتا

☆

اب کے چاہیں کے ڈھونڈھا کریں
وہ بھی آخر مل گیا اب کیا کریں

ہلکی ہلکی بارشیں ہوتی رہیں
ہم بھی پھولوں کی طرح بھیگا کریں

آنکھ موندے اس گلابی دھوپ میں
دیر تک بیٹھے اسے سوچا کریں

دل محبت دین دنیا شاعری
ہر دریچے سے تجھے دیکھا کریں

گھر نیا کپڑے نئے برتن نئے
ان پرانے کاغذوں کا کیا کریں

☆

یہ کسک دل کی ، دل میں چھپی رہ گئی
زندگی میں تمہاری کمی رہ گئی

اک میں ، اک تم ، اک دیوار تھی
زندگی آدھی آدھی بٹی رہ گئی

رات کی بھیگی بھیگی چھتوں کی طرح
میری پلکوں پہ تھوڑی نمی رہ گئی

میرے گھر کی طرف دھوپ کی پیٹھ تھی
آتے آتے ادھر چاندنی رہ گئی

ریت پر آنسوؤں نے ترے نام کی
جو کہانی لکھی بے پڑھی رہ گئی

☆

اسی لیے تو یہاں اب بھی اجنبی ہوں میں
تمام لوگ فرشتے ہیں آدمی ہوں میں

ضعیف بوڑھی ، پل پر اداس بیٹھی ہے
اسی کی آنکھ میں لکھا ہے زندگی ہوں میں

ہے پکی عمروں کی اک بے زبان سی لڑکی
اسی کا رشتہ ہوں اور وہ بھی آخری ہوں میں

تمام رات چراغوں میں مسکراتی تھی
وہ اب نہیں ہے مگر اس کی روشنی ہوں میں

کہیں میں اور تھا مغرب کی جو اذاں نہ سنی
ان آنسوؤں میں سحر کی نماز بھی ہوں میں

ستارے راہ کے ہیں میر و غالب و اقبال
قلم ہو بچے کا ، تختی نئی نئی ہوں میں

اگر وہ چاہیں تو زندہ جلا بھی سکتے ہیں
دعا کے ہاتھ ، حکومت کی بے بسی ہوں میں

☆

اداسی کے چہرے پڑھا مت کرو
غزل آنسوؤں سے لکھا مت کرو

بہرحال یہ آگ ہی آگ ہیں
چراغوں کو ایسے چھوا مت کرو

دعا ، آنسوؤں میں کھلا پھول ہے
کسی کے لیے بددعا مت کرو

تمہیں کہنے لگیں بے وفا
زمانے سے اتنی وفا مت کرو

☆©ICL☆

اگر واقعی تم پریشان ہو
کسی اور سے تذکرہ مت کرو

خدا کے لیے چاندنی رات میں
اکیلے اکیلے پھرا مت کرو

☆©ICL☆

☆

سوچا نہیں اچھا برا دیکھا سنا کچھ بھی نہیں
مانگا خدا سے دن رات تیرے سوا کچھ بھی نہیں

سوچا تجھے ، دیکھا تجھے ، چاہا تجھے ، پوجا تجھے
میری خطا میری وفا ، تیری خطا کچھ بھی نہیں

جس پر ہماری آنکھ نے موتی بچھائے رات بھر
بھیجا وہی کاغذ اسے ہم لکھا کچھ بھی نہیں

اک شام کے سائے تلے بیٹھے رہے وہ دیر تک
آنکھوں سے باتیں بہت منہ سہ کہا کچھ بھی نہیں

احساس کی خوشبو کہاں ، آواز کے جگنو کہاں
خاموش یادوں کے سوا گھر میں رہا کچھ بھی نہیں

دو چار دن کی بات ہے دل خاک میں مل جائے گا
جب آگ پر کاغذ رکھا باقی بچا کچھ بھی نہیں

☆

وہ اپنے گھر چلا گیا افسوس مت کرو
اتنا ہی اس کا ساتھ تھا افسوس مت کرو

انسان اپنے آپ میں مجبور ہے بہت
کوئی نہیں ہے بے وفا افسوس مت کرو

اس بار تم کو آنے میں کچھ دیر ہو گئی
تھک ہار کے وہ گیا افسوس مت کرو

دنیا میں اور چاہنے والے بھی ہیں بہت
جو ہونا تھا ہو گیا افسوس مت کرو

اس زندگی کے مجھ پہ کئی قرض ہیں مگر
میں جلد لوٹ آؤں گا افسوس مت کرو

یہ دیکھو پھر سے آ گئیں پھولوں پہ تتلیاں
اک روز وہ بھی آئے گا افسوس مت کرو

وہ تم سے آج دور ہے کل پاس آئے گا
پھر سے خدا ملائے افسوس مت کرو

بے کار جی پہ بوجھ لیے پھر رہے ہو تم
دل ہے تمہارا پھول سا افسوس مت کرو

☆

اک چاند ہے کھویا کھویا سا سونی چھت پر تنہا تنہا
میں بھی ہوں ادھر تنہا وہ بھی ہے ادھر تنہا تنہا

دل کی تنہائی اور بڑھی مہمانوں کے آ جانے سے
اک تیرے آج نہ ہونے سے لگتا ہے گھر تنہا تنہا

مدت سے ریت کے صحرا میں آیا نہ گیا بادل کوئی
کس دیش گئے سارے پنچھی سوکھا ہے شجر تنہا تنہا

مرجھائے ہوئے چہرے پہ ہنسی جب آئی مجھ کو یاد آیا
بھولی بھٹکی شہزادی کا جنگل میں سفر تنہا تنہا

نرگس کے پھولوں میں چھپ کر پریوں کی آنکھیں روتی ہیں
یوں رات برات اکیلے میں جاؤ نہ ادھر تنہا تنہا

☆

آس ہو گی نہ آسرا ہو گا
آنے والے دنوں میں کیا ہو گا

میں تجھے بھول جاؤں گا اک دن
وقت سب کچھ بدل چکا ہو گا

نام ہم نے لکھا تھا آنکھوں میں
آنسوؤں نے مٹا دیا ہو گا

کتنا دشوار تھا سفر اس کا
وہ سرِ شام سو گیا ہو گا

پت جھڑوں کی کہانیاں پڑھنا
سارا منظر کتاب سا ہو گا

آسماں بھر گیا پرندوں سے
پیڑ کوئی ہرا گرا ہو گا

دم گھٹا جا رہا ہے سینے میں
کوئی بجھتا ہوا دیا ہو گا

☆

بھیگی ہوئی آنکھوں کا یہ منظر نہ ملے گا
گھر چھوڑ کے مت جاؤ کہیں گھر نہ ملے گا

پھر یاد بہت آئے گی زلفوں کی گھنی شام
جب دھوپ میں سایہ کوئی سر پر نہ ملے گا

آنسو کو کبھی اوس کا قطرہ نہ سمجھنا
ایسا تمہیں چاہت کا سمندر نہ ملے گا

اس خواب کے ماحول میں بے خواب ہیں آنکھیں
جب نیند بہت آئے گی بستر نہ ملے گا

یہ سوچ لو اب آخری سایہ ہے محبت
اس در سے اٹھو گے تو کوئی در نہ ملے گا

☆

فقیر آئینہ ہے ، پردۂ خیال نہیں
مرے بدن پہ کسی مصلحت کی شال نہیں

یہ لوگ جیتے ہیں خوش فہمیوں کی قبروں میں
وطن پرستی کی اس سے بڑی مثال نہیں

زمین ماں بھی ہے ، محبوب بھی ہے ، بیٹی بھی
زمین چھوڑ کے جاؤں کوئی سوال نہیں

کہانیوں کا مقدر وہی ادھورا پن
کہیں فراق نہیں ہے کہیں وصال نہیں

بہت اداس رہی زندگی تمہارے بعد
خیال تھا کہ تمہیں بھولنا محال نہیں

☆

ہم کو بے کار لیے پھرتے ہو بازاروں میں
ہم نہ یوسف ہیں نہ یوسف کے خریداروں میں

ملک تقسیم ہوئے ، دل تو سلامت ہیں ابھی
کھڑکیاں ہم نے کھلی رکھی ہیں دیواروں میں

اک زباں جس کو غزل کہیے وہ مجرم ٹھہری
شاہزادی کو چنا جائے گا دیواروں میں

اک حویلی میں چہکتے ہوئے پنچھی کی طرح
تیری آواز ابھی قید ہے درباروں میں

دھوپ کی آگ میں جلنے کی ادا کیا جانیں
جنگلی پھول کہاں آپ کے گلزاروں میں

دل میں سو غم ہیں تری یاد ہے تنہا تنہا
اک اجلی سی پری پھرتی ہے بیماروں میں

عزت و دولت و شہرت ہیں ہوا کی مانند
لال ، نیلے ، ہرے اڑتے ہوئے غباروں میں

☆

میرا اس سے وعدہ تھا گھر رہنے کا
اپنی چھت کے نیچے دکھ سکھ سہنے کا

بارش بارش کچی قبر کا گھلنا ہے
جان لیوا احساس اکیلے رہنے کا

اب کے آنسو آنکھوں سے دل میں اترے
رخ بدلا دریا نے کیا بہنے کا

ہجر وصال کے سارے قصے جھوٹے ہیں
حق ملتا ہے کس کو اپنا کہنے کا

جگ مگ جگمگ ہیرے جیسی آنکھوں میں
ایک عجیب غبار حویلی ڈھلنے کا

☆

مجھ سے بچھڑ کر خوش رہتے ہو
میری طرح تم بھی جھوٹے ہو

اک دیوار پہ چاند ٹکا تھا
میں یہ سمجھا تم بیٹھے ہو

اجلے اجلے پھول کھلے تھے
بالکل جیسے تم ہنستے ہو

مجھے شام بتا دیتی ہے
تم کیسے کپڑے پہنے ہو

دل کا حال پڑھا چہرے سے
ساحل سے لہریں گنتے ہو

تم تنہا دنیا سے لڑو گے
بچوں سی باتیں کرتے ہو

☆©ICL☆

☆

شبنم کے آنسو پھول پر یہ تو وہی قصہ ہوا
آنکھیں مری بھیگی ہوئی چہرہ ترا اترا ہوا

اب ان دنوں میری غزل خوشبو کی اک تصویر ہے
ہر لفظ غنچے کی طرح کھل کر ترا چہرہ ہوا

شاید اسے بھی لے گئے اچھے دنوں کے قافلے
اس باغ میں اک پھول تھا تری طرح ہنستا ہوا

ہر چیز ہے بازار میں اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے
عزت گئی شہرت ملی رسوا ہوئے چرچا ہوا

مندر گئے مسجد گئے پیروں فقیروں سے ملے
اک اس کو پانے کے لیے کیا کیا کیا، کیا کیا ہوا

انمول موتی پیار کے دنیا چرا کر لے گئی
دل کی حویلی کا کوئی دروازہ تھا ٹوٹا ہوا

برسات میں دیوار و در کی ساری تحریریں مٹیں
دھویا بہت مٹتا نہیں تقدیر کا لکھا ہوا

☆

چرواہا بھیڑوں کو لے کر گھر گھر آیا رات ہوئی
تو پنچھی ،دل تیرا پنجرہ ، پنجرے میں جا رات ہوئی

کوئی ہمیں ہاتھوں پہ اٹھا کر بستر میں رکھ دیتا ہے
دنیا والے یہ کہتے ہیں سورج ڈوبا رات ہوئی

شہر مکاں ، دکانوں والے سب پردے کونوں نے لپیٹے
ختم ہوا سب کھیل تماشا جا اب گھر جا رات ہوئی

سرخ سنہرا صافہ باندھے شہزادہ گھوڑے سے اترا
کالے غار سے کمبل اوڑھے جوگی نکلا رات ہوئی

شام کے سائے زنداں کی دیواریں اونچی کرنے لگے
پھول سا دل لوہے کے پنجے میں پھر آیا رات ہوئی

کس کی خاطر دھوپ کے گجرے ان شاخوں نے پہنے تھے
جنگل جنگل روئے میرا کوئی نہ آیا ، رات ہوئی

☆

یہاں سورج ہنسیں گے آنسوؤں کو کون دیکھے گا
چمکتی دھوپ ہو گی ، جگنوؤں کو کون دیکھے گا

پھلوں کی باغ بانی میں تو بارش کی دعا ہو گی
گزرتے خوب صورت بادلوں کو کون دیکھے گا

اگر ہم ساحلوں پر ڈور کانٹے لے کے بیٹھیں گے
تو موجوں میں چمکتی تتلیوں کو کون دیکھے گا

ہے سردی واقعی لیکن گھنے کہرے کی یورش میں
پہاڑوں سے اترتی ان بسوں کو کون دیکھے گا

بہت اچھا سا کوئی سوٹ پہنو تنگ دستی میں
اجالوں میں چھپی ان بدلیوں کو کون دیکھے گا

ابھی اپنے اشاروں پر میں چلنا نہیں آیا
سڑک کی لال پیلی بتیوں کو کون دیکھے گا

☆

اک سواری آئے اک جائے گی
باری باری سب کی باری آئے گی

پھول اگر پیروں کے نیچے آئیں گے
آنکھوں کی بینائی کم ہو جائے گی

تھوڑی دیر اک چراغوں کی تھالی
کالی بلی سر پر رکھ کر آئے گی

پت جھڑ کے پیلے سونے سے لدی
پکے بالوں والی عورت آئے گی

سوکھے پھولوں سے سینے کو ڈھانپے گی
ٹوٹے پتوں کی پشواز بنائے گی

آہستہ چلنے میں اب دم گھٹتا ہے
ٹھہروں گا تو سانس میری رک جائے گی

پانی کو گندہ کرنے سے کیا حاصل
تیری بھی پرچھائیں دھندلا جائے گی

☆

خود اپنے آپ سے شرمندگی سی ہوتی ہے
کبھی کبھی تو بڑی بے دلی سی ہوتی ہے

سلگتی دھوپ گھنی چاندنی سی ہوتی ہے
تمہارے ساتھ یہ دنیا نئی سی ہوتی ہے

گلے میں اس کے خدا کی عجیب برکت ہے
وہ بولتا ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے

وہ گنگناتا ہے ، بیلے کے پھول کھلتے ہیں
تمام گھر میں بچھی چاندنی سی ہوتی ہے

کرن نکلنے سے پہلے گلاب دیکھے ہیں
تمہاری یاد میں وہ تازگی سی ہوتی ہے

وہ مسکراتی ہوئی دھوپ جیسی آنکھوں میں
گھنیری پلکوں کے پیچھے نمی سی ہوتی ہے

مری غزل کسی پردہ نشیں کا قصہ ہے
اگر سناؤں تو بے پردگی سی ہوتی ہے

میں بولتا ہوں تو الزام ہے بغاوت کا
میں چپ رہوں تو بڑی بے بسی سی ہوتی ہے

☆

اداس رات ہے کوئی تو خواب دے جاؤ
میرے گلاس میں تھوڑی شراب دے جاؤ

بہت سے اور بھی گھر ہیں خدا کی بستی میں
فقیر کب سے کھڑا ہے جواب دے جاؤ

میں زرد پتوں پہ شبنم سجا کے لایا ہوں
کسی نے مجھ سے کہاں تھا حساب دے جاؤ

ادب نہیں ہے یہ اخبار کے تراشے ہیں
گئے زمانوں کی کوئی کتاب دے جاؤ

پھر اس کے بعد نظارے نظر کو ترسیں گے
وہ جا رہا ہے خزاں کے گلاب دے جاؤ

مری نظر میں رہے ڈوبنے کا منظر بھی
غروب ہوتا ہوا آفتاب دے جاؤ

ہزار صفحوں کا دیوان کون پڑھتا ہے
بشیر بدر کوئی انتخاب دے جاؤ

☆

اس کی چاہت کی چاندنی ہو گی
خوب صورت سی زندگی ہو گی

اک لڑکی بہت سے پھول لیے
دل کی دہلیز پہ کھڑی ہو گی

چاہے جتنے چراغ گُل کر دو
اس گھر میں تو روشنی ہو گی

نیند ترسے گی میری آنکھوں کو
جب بھی خوابوں سے دوستی ہو گی

ہم بہت دور تھے مگر تم نے
دل کی آواز تو سنی ہو گی

سوچتا ہوں کہ وہ کہاں ہو گا
کس کے آنگن میں چاندنی ہو گی

☆©ICL☆

☆

ساتھ چلتے جا رہے ہیں پاس آ سکتے نہیں
اک ندی کے دو کناروں کو ملا سکتے نہیں

دینے والے نے دیا سب کچھ عجب انداز سے
سامنے دنیا پڑی ہے اور اٹھا سکتے نہیں

اس کی بھی مجبوریاں ہیں ، میری بھی مجبوریاں
روز ملتے ہیں مگر گھر میں بتا سکتے نہیں

کس نے کس کا نام اینٹوں پر لکھا ہے خون سے
اشتہاروں سے یہ دیواریں چھپا سکتے نہیں

راز جب سینے سے باہر ہو گیا اپنا کہاں
ریت پر بکھرے ہوئے آنسو اٹھا سکتے نہیں

آدمی کیا ہے گذرتے وقت کی تصویر ہے
جانے والے کو صدا دے کر بلا سکتے نہیں

شہر میں رہتے ہوئے ہم کو زمانہ ہو گیا
کون رہتا ہے کہاں کچھ بھی بتا سکتے نہیں

اس کی یادوں سے مہکنے لگتا ہے سارا بدن
پیار کی خوشبو کو سینے میں چھپا سکتے نہیں

پتھروں کے برتنوں میں آنسوؤں کو کیا رکھیں
پھول کو لفظوں کے گملوں میں کھلا سکتے نہیں

☆

میرے ساتھ تم بھی دعا کرو یوں کسی کے حق میں برا نہ ہو
کہیں اور ہو نہ یہ حادثہ ، کوئی راستے میں جدا نہ ہو

سر شام ٹھہری ہوئی زمیں جہاں آسماں ہے جھکا ہوا
اسی موڑ پر مرے واسطے وہ چراغ لے کے کھڑا نہ ہوا

مری چھت سے رات کی سیج تک کوئی آنسوؤں کی لکیر ہے
ذرا بڑھ کے چاند سے پوچھنا وہ اسی طرف سے گیا نہ ہو

مجھے یوں لگا کہ خموش خوشبو کے ہونٹ تتلی نے چھو لیے
انہیں زرد پتوں کی اوٹ میں کوئی پھول سویا ہوا نہ ہو

اسی احتیاط میں وہ رہا اسی احتیاط میں میں رہا
وہ کہاں کہاں مرے ساتھ ہے کسی اور کو یہ پتہ نہ ہو

وہ فرشتے آپ تلاش کریں کہانیوں کی کتاب میں
جو برا کہیں نہ برا سنیں ، کوئی شخص ان سے خفا نہ ہو

وہ فراق ہو کہ وصال ہو تری آگ مہکے گی ایک دن
وہ گلاب بن کے کھلے گا کیا جو چراغ بن کے جلا نہ ہو

☆

خواب کی وادیوں سے نکلتا ہوا
چاند سو کر اٹھا آنکھ ملتا ہوا

ہاتھ پر دھوپ کی پتیاں رکھ گیا
کوئی پھولوں کی چادر بدلتا ہوا

شیش محلوں کے شیشوں سے ٹکرا گیا
پتھروں سے اترتا سنبھلتا ہوا

شام تک ہو گا سورج ہماری طرح
کوئی سوکھا ہوا پیڑ جلتا ہوا

ایک آہٹ سی نزدیک آتی ہوئی
لان میں شام کا پھول کھلتا ہوا

میں بھی آ ہی گیا تیرے بازار تک
روز چہرے پہ چہرہ بدلتا ہوا

☆

شعر میرے کہاں تھے کسی کے لیے
میں نے سب کچھ لکھا ہے تمہارے لئے

اپنے دکھ سکھ بہت خوبصورت رہے
ہم جئے بھی تو اک دوسرے کے لیے

ہم سفر نے میرا ساتھ چھوڑا نہیں
اپنے آنسو دیئے راستے کے لیے

اس حویلی میں اب کوئی رہتا نہیں
چاند نکلا کسے دیکھنے کے لیے

☆©ICL☆

زندگی اور میں دو الگ تو نہیں
میں نے سب پھول کانٹے اسی سے لیے

شہر میں اب مرا کوئی دشمن نہیں
سب کو اپنا لیا میں نے تیرے لیے

ذہن میں تتلیاں اڑ رہی ہیں بہت
کوئی دھاگہ نہیں باندھنے کے لیے

ایک تصویر غزلوں میں ایسی بنی
اگلے پچھلے زمانوں کے چہرے لیے

☆

سیاہیوں کے بنے حرف دھوتے ہیں
یہ لوگ رات میں کاغذ کہاں بھگوتے ہیں

کسی کی راہ میں دہلیز پر دیئے نہ رکھو
کواڑ سوکھی ہوئی لکڑیوں کے ہوتے ہیں

چراغ پانی میں موجوں سے پوچھتے ہوں گے
وہ کون لوگ ہیں جو کشتیاں ڈبوتے ہیں

انہیں میں کھیلنے آتی ہیں بے ریا روحیں
وہ گھر جو لال ، ہری دفتیوں کے ہوتے ہیں

قدیم قصبوں میں کیسا سکون ہوتا ہے
تھکے تھکائے ہمارے بزرگ سوتے ہیں

چمکتی ہے کہیں صدیوں میں آنسوؤں سے زمیں
غزل کے شعر کہاں روز روز ہوتے ہیں

☆

دکھلا کے یہی منظر بادل چلا جاتا ہے
پانی سے مکانوں پہ کیسے لکھا جاتا ہے

اس موڑ پہ ہم دونوں کچھ دیر بہت روئے
جس موڑ سے دنیا کو اک راستہ جاتا ہے

دونوں سے چلو پوچھیں اس کو کہیں دیکھا ہے
اک قافلہ آتا ہے اک قافلہ جاتا ہے

اک شمع جلاتے ہو اک شمع بجھاتے ہو
یہ چاند ابھرتا ہے دل ڈوبتا جاتا ہے

دنیا میں کہیں ان کی تعلیم نہیں ہوتی
دو چار کتابوں کو گھر میں پڑھا جاتا ہے

☆

میرے دل کی راکھ کرید مت اسے مسکرا کر ہوا نہ دے
یہ چراغ پھر بھی چراغ ہے کہیں تیرا ہاتھ جلا نہ دے

نئے دور کے نئے خواب ہیں ، نئے موسموں کے گلاب ہیں
یہ محبتوں کے چراغ ہیں انہیں نفرتوں کی ہوا نہ دے

ذرا دیکھ چاند کی پتیوں نے بکھر بکھر کے تمام شب
ترا نام لکھا ہے ریت پر کوئی لہر آ کے مٹا نہ دے

میں اداسیاں نہ سجا سکوں کبھی جسم و جاں کے مزار پر
نہ دیئے جلیں مری آنکھ میں مجھے اتنی سخت سزا نہ دے

مرے ساتھ چلنے کے شوق میں بڑی دھوپ سر پہ اٹھائے گا
ترا ناک نقشہ ہے موم کا کہیں غم کی آگ گھلا نہ دے

میں غزل کی شبنمی آنکھ سے یہ دکھوں کے پھول چنا کروں
مری سلطنت مرا فن رہے مجھے تاج و تخت خدا نہ دے

☆

تلوار سے کاٹا ہے پھولوں بھری ڈالوں کو
دنیا نے نہیں چاہا ہم چاہنے والوں کو

میں آگ تھا پھولوں میں تبدیل ہوا کیسے
بچوں کی طرح چوما اس نے مری گالوں کو

اخلاق ، وفا ، چاہت سب قیمتی کپڑے ہیں
ہر روز نہ اوڑھا کر ان ریشمی شالوں کو

برسات کا موسم تو لہرانے کا موسم ہے
اڑنے دو ہواؤں میں بکھرے ہوئے بالوں کو

چڑیوں کے لیے چاول پودوں کے پانی
تھوڑی سی محبت دے ہم چاہنے والوں کو

اب راکھ بٹوریں گے الفاظ کے سوداگر
میں آگ پہ رکھ دوں گا نایاب رسالوں کو

مولا مجھے پانی دے ، میں نے نہیں مانگا تھا
چاندی کی صراحی کو سونے کے پیالوں کو

☆

محبت عنایت سے وفا سے چوٹ لگتی ہے
بکھرتا پھول ہوں مجھ کو ہوا سے چوٹ لگتی ہے

مری آنکھوں میں آنسو کی طرح اک رات آ جاؤ
تکلف سے بناوٹ سے ادا سے چوٹ لگتی ہے

میں شبنم کی زباں سے پھول کی آواز سنتا ہوں
عجب احساس ہے اپنی صدا سے چوٹ لگتی ہے

تجھے خود اپنی مجبوری کا اندازہ نہیں شاید
نہ کر عہدِ وفا ، عہد وفا سے چوٹ لگتی ہے

☆

موسم کی خوشبو میں اکثر غم کی خوشبو مل جاتی ہے
آموں کے باغوں میں کیسے ساون ساون برسا آنسو

اپنے بچپن کا قصہ ہے اک تصویر بنائی اس نے
مہندی والے ہاتھ رچے تھے بیچ ہتھیلی ٹپکا آنسو

اک گاؤں میں دو باراتیں شاید دولہا بدل گیا ہے
میری آنکھ میں تیرا آنسو تیری آنکھ میں میرا آنسو

پاس سے دیکھو جگنو آنسو، دور سے دیکھو تارا آنسو
میں پھولوں کی سیج پہ بیٹھا آدھی رات کا تنہا آنسو

میری ان آنکھوں نے اکثر غم کے دونوں پہلو دیکھے
ٹھہر گیا تو پتھر آنسو ، بہہ نکلا تو دریا آنسو

پیار عجیب تلوار جس پہ ہم دونوں کے نام لکھے ہیں
ٹہنی ٹہنی کلیاں ، آنسو ، پتھر جھرنا آنسو

☆

سبھی سے ان دنوں روٹھا ہوا سا لگتا ہوں
میں اپنے آپ کو اب بیوفا سا لگتا ہوں

تمام رات میں گرتی ہوئی حویلی میں
دلوں سے نکلی ہوئی بدعا سا لگتا ہوں

میں وہ خزانہ ہوں حق دار جس کی دنیا ہے
ہزار حصوں میں بانٹا ہوا سا لگتا ہوں

مری تلاش بدستور اب بھی جاری ہے
وہ مل گیا ہے ، میں کھویا ہوا سا لگتا ہوں

مری ہنسی سے اداسی کے پھول کھلتے ہیں
میں سب کے ساتھ ہوں لیکن جدا سا لگتا ہوں

چمک رہا تھا وہ چہرہ کسی کی آنکھوں میں
میں آئینے میں کوئی دوسرا سا لگتا ہوں

تمام رات برستی ہے ریت پر شبنم
میں اپنے چاند سے جب بھی خفا سا لگتا ہوں

☆

گلابوں کی طرح دل اپنا شبنم میں بھگوتے ہیں
محبت کرنے والے خوب صورت لوگ ہوتے ہیں

کسی نے جس طرح اپنے ستاروں کو سجایا ہے
غزل کے ریشمی دھاگوں میں یوں موتی پروتے ہیں

پرانے موسموں کے نام نامی مٹتے جاتے ہیں
کہیں پانی، کہیں شبنم، کہیں آنسو سے دھوتے ہیں

یہی انداز ہ میرا سمندر فتح کرنے کا
مری کاغذ کی کشتی میں کئی جگنو بھی ہوتے ہیں

سنا ہے بدر صاحب محفلوں کی جان ہوتے ہیں
بہت سے وہ پتھر ہیں نہ ہنستے ہیں نہ روتے ہیں

☆

مسکراتی ہوئی دھنک ہے وہی
اس بدن میں چمک دمک ہے وہی

پھول مرجھا گئے اجالوں کے
سانولی شام میں نمک ہے وہی

اب بھی چہرہ چراغ لگتا ہے
بجھ گیا ہے مگر چمک ہے وہی

وہ سراپا دیئے کی لو جیسا
میں ہوا ہوں ادھر لپک ہے وہی

کوئی شیشہ ضرور ٹوٹا ہے
گنگناتی ہوئی کھنک ہے وہی

پیار کس سے ملا ہے مٹی میں
اس چنبیلی تلے مہک ہے وہی

☆©ICL☆

☆

دل میں اک تصویر چھپی تھی آن بسی ہے آنکھوں میں
شاید ہم نے آج غزل سی بات لکھی ہے آنکھوں میں

جیسے اک آسامی لڑکی مندر کے دروازے پر
شام دیوں کی تھال سجائے جھانک رہی ہے آنکھوں میں

اس رومال کو کام میں لاؤ اپنی پلکیں صاف کرو
میلا میلا چاند نہیں ہے دھول جمی ہے آنکھوں میں

پڑھتا جا یہ منظر نامہ زرد عظیم پہاڑوں کا
دھوپ کھلی پلکوں کے اوپر ، برف جمی ہے آنکھوں میں

میں نے اک ناول لکھا ہے آنے والی صبح کے نام
کتنی راتوں کا جاگا ہوں ، نیند بھری ہے آنکھوں میں

☆

سب کچھ خاک ہوا ہے لیکن چہرہ کیا نورانی ہے
پتھر نیچے بیٹھ گیا ہے اوپر بہتا پانی ہے

بچپن سے میری عادت ہے پھول چھپا کر رکھتا ہوں
ہاتھوں پر جلتا سورج ہے دل میں رات کی رانی ہے

دفن ہوئے راتوں کے قصے اک چھت کی خاموشی میں
سناٹوں کی چادر اوڑھے یہ دیوار پرانی ہے

اس کو پا کر اترا ؤ گے کھو کر جان گنوا دو گے
بادل کا سایہ ہے دنیا ہر شے آنی جانی ہے

دل اپنا اک چاند نگر ہے اچھی صورت والوں کا

شہر میں آ کر شاید ہم کو یہ جاگیر گنوانی ہے

تیرے بدن پر میں پھولوں سے اس لمحے کا نام لکھوں
جس لمحے کا میں افسانہ تو اک کہانی ہے

☆

کبھی یوں ملیں کوئی مصلحت کوئی خوف دل میں ذرا نہ ہو
مجھے اپنی کوئی خبر نہ ہو ، تجھے اپنا کوئی پتہ نہ ہو

کبھی دھوپ دے کبھی بدلیاں دل و جاں سے دونوں قبول ہیں
مگر اس محل میں نہ قید کر جہاں زندگی کی ہوا نہ ہو

وہ ہزار باغوں کا باغ ہو تری برکتوں کی بہار سے
جہاں کوئی شاخ ہری نہ ہو جہاں کوئی پھول کھلا نہ ہو

ترے اختیار میں کیا نہیں مجھے اس طرح سے نواز دے
یوں دعائیں میری قبول ہوں مرے لب پہ کوئی دعا نہ ہو

کبھی ہم بھی اس کے قریب تھے دل و جاں سے بڑھ کر عزیز تھے
مگر آج ایسے ملا ہے وہ کبھی پہلے جیسے ملا نہ ہو

☆

کچھ تو پاس بچا کر رکھو ، سب کچھ کاروبار نہ جانو
دل کے دروازے مت کھولو اس گھر کو بازار نہ جانو

مانا رستہ بہت کٹھن ہے پھر بھی سایہ دار شجر ہیں
ٹہنی کو تلوار نہ سمجھو آنچل کو دیوار نہ جانو

سب کچھ اس کو دے آیا ہوں سب کچھ اس سے لے آیا ہوں
مری جیت کو جیت نہ سمجھو میری ہار کو ہار نہ جانو

دن بھر دھوپ میں چلتے چلتے ہم دونوں کی شام ہوئی
تھک کر بانہوں میں سو جانا یہ جسمانی پیار نہ جانو

تتلی کے نازک پنکھوں پر آنسو کی تحریر غزل ہے
لفظوں کی میناکاری کو الہامی اشعار نہ جانو